عنوان	اعتبار یار
لکھاری	رمشا انصاری
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل "کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول"، " آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔ لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

اعتبار یار

رمشا انصاری کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہائے! خیر سے برابر والی صوفیہ کی ایک سال میں ہی گود ہری ہو گئی ہے اور ایک ہماری بہو ہے آٹھ سال ہونے کو آئے ہیں شادی کو مگر ابھی تک ہمارے خاندان کو وارث نہیں دے سکی مجھے تو شروع سے لگتا تھا بانجھ ہے، ارے کیا بولوں بہن بہت سمجھایا ہے میں نے شہاب کو کہ دوسری شادی کر لے مگر اس کے سر پر تو اپنی بیوی کا عشق سوار ہے اپنی بیوی کے ساتھ بے وفائی کرنے پر تو موصوف کی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ وہ ہاتھ میں ٹرے پکڑے اپنی ساس کے کمرے میں چائے دینے جا رہی تھی جب کمرے سے آتی ساس کی آواز سن کر اس کے قدم دروازے پر ہی جم گئے تھے، صبیحہ بیگم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اس کو بدنام کرنے کی، ہر وقت تو اس کی بے اولادی پر طنز کے تیر چلاتی رہتی تھیں مگر اب آئے دن وہ لوگوں کے سامنے اپنی دل کی بھڑاس نکالتی ہوئی نظر آتیں۔ ابھی بھی وہ کسی رشتے دار خاتون کے سامنے بیٹھی اپنا رونا رو رہی تھیں۔

اپنی آنکھوں میں اترتی نمی کو مہارت سے چھپاتے اس نے کمرے میں جا کے چائے کی ٹرے اپنی ساس کے پاس رکھی اور واپس جانے کے لئے پلٹ گئی۔

ارے صبیحہ اتنی پیاری ہے تیری بہو تھوڑا صبر کر اللہ بہتر کرے گا۔ کمرے سے نکلتے وقت اس کی سماعت سے خاتون کی آواز ٹکرائی تو دل نے بے ساختہ آمین کہا تھا۔

بہت امیدیں تھیں اسے اپنے خدا سے اور اس کو پورا یقین تھا کہ رب باری تعالی ایک دن اس کی فریاد پر بھی کن فرما دے گا اور پھر اس کی زندگی میں گل کھل جائیں گے، اس کی سوہنی گود ہری بھری ہو جائے گی۔

@@@

وفا کہاں ہو جانم! وہ گھر میں داخل ہوتا اسے ڈھونڈ رہا تھا اس کی آواز سن کے وفا ہڑ بڑا کے کام چھوڑتی کچن سے دوڑی چلی آئی تھی جب کہ دوسری طرف شہاب کی بات سن صبیحہ بیگم نے اپنے کمرے میں بیٹھے اسے جوروں کے غلام اور نا جانے کیسے کیسے القابات سے نواز دیا تھا۔

کیا ہوا شہاب ایسے کیوں چلا رہے ہیں؟ اس نے دوپٹے سے ماتھے کا پسینہ صاف کرتے ہوئے جھنجھلا کے پوچھا تھا۔

ارے بہت خوشی کی خبر ہے جلدی سے تیار ہو جائو تمہارے بھائی بھابھی کو اللہ تعالی نے بیٹے سے نوازا ہے۔ شہاب کی بات سن اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا

کیا؟ماشااللہ ماشااللہ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے آپ بس دو منٹ رکیں میں فٹافٹ تیار ہو کے آئی۔وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی ٹھیک دو منٹ بعد ہی وہ عبایا پہنی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

تم باہر جائو میں امی کو بتا دیتا ہوں! شہاب نرمی سے بولتا صبیحہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھا تھا لیکن صبیحہ اس کی بات سن خود ہی کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔

ظاہر سی بات ہے دوسرے کے اولاد ہونے پر ہی خوش ہو سکتی ہے تمہاری بیوی ورنہ خود تو یہ ہمیشہ اس خوشی سے محروم رہے گی اور ہمیں بھی رکھے گی! صبیحہ بیگم نے بے لچک و بے مروت لہجے میں طنز کا تیر چلایا تھا جو سیدھا باہر کی طرف بڑھتی وفا کے قلب میں پیوست ہوا تھا۔اس کے قدم وہی جامد ہو گئے تھے جب کہ دل خون کے آنسو رونے لگا تھا۔

امی پلیز آپ کیوں ہر بات پر ہماری اولاد کو درمیان میں لا کے وفا کو اپنے طنز کا نشانہ بناتی ہیں "فارگاڈسیک" امی یہ سب کرنا بند کر دیں آپ۔اولاد نہ ہونے میں وفا کا کوئی قصور نہیں ہے۔شہاب سختی سے اپنی ماں کو تنبیہ کرتا وفا کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف چل دیا تھا۔شہاب کی گرفت میں اپنا ہاتھ مقید ہوتا دیکھ اس کا دل اندر سے سرشار ہوا تھا۔

قدرت نے اسے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا تو کیا ہوا اس کے پاس شہاب جیسا شوہر تھا جو آج بھی اس سے پہلے دن جتنی محبت کرتا تھا۔

گھر سے ہوسپٹل کا سفر اس نے خاموشی سے طے کیا تھا ہوسپٹل میں جا کے اس نے اپنے بھائی بھابھی کو مبارکباد پیش کی اور حسرت سے اپنے بھتیجے کو اپنی آغوش میں بھر لیا، آنکھوں میں احساس کمتری کے باعث نمی اتر آئی تھی جو شہاب کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔ کچھ وقت وہاں گزارنے کے بعد وہ اس کو لئے آئس کریم پارلر آگیا تھا۔

شہاب آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں میرا بلکل بھی دل نہیں آئس کریم کھانے کا، وہ نم لہجے سے نفی کر رہی تھی اس کی بات نظرانداز کر کے شہاب نے اس کی پسندیدہ آئس کریم آرڈر کر دی تھی۔

یار وفا تم جانتی ہو نہ مجھ سے تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھے جاتے پھر بھی تم کسی چھوٹے بچے کو دیکھ یا اس کو گود میں لے کر رونے لگ جاتی ہو میری جان اللہ کے ہاں دیر ضرور ہے مگر اندھیر نہیں اور آگر اللہ نے پھر بھی ہماری قسمت میں اولاد نہیں لکھی تو مجھے تم سے یا اللہ سے کوئی گلہ نہیں، میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں ہر حال میں تمہارے

ساتھ رہوں گا اس لئے یہ فالتو کا احساس اپنے دل سے نکال دو اور جہاں تک رہی امی کی بات تو وہ ضعیف ہیں تم تو جانتی ہو ان کی عادت ہے اس لئے در گزر کر دیا کرو، وہ ہمیشہ کی طرح اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لئے نرمی سے دباتے ہوئے اسے سمجھا رہا تھا اس کی بات سن کر وفا کے دل میں کہیں سکون اترا تھا۔ اپنے شوہر کی محبت پر اس کے سارے شکوے بے نظر ہو گئے تھے۔ ویٹر نے آئس کریم ان کی ٹیبل پر رکھی تو دونوں آئس کریم انجوائے کرتے ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

@@@

وہ کچن میں کھڑی رات کے کھانے کے لئے سلاد بنا رہی تھی، چولہے پر رکھی بریانی کی پتیلی میں سے اٹھتی خوشبو نے اس کی بھوک بڑھا دی تھی، شہاب ابھی تک آفس سے نہیں آیا تھا اور وہ مزید اس کا انتظار کر کے اپنی بھوک برداشت نہیں کر سکتی تھی اس لئے جلدی سے سلاد بنا کے پلیٹ میں چاول نکال کر وہیں کچن میں بیٹھ کر کھانے لگی۔ پیٹ بھر کے کھانا کھانے کے بعد وہ برتن سنک میں ڈالنے کی غرض سے اٹھی تھی جب اسے متلی ہونی شروع ہو گئی تھی، عین اسی وقت صبیحہ بیگم کچن میں داخل ہوئی تھیں، اس کو منہ پر ہاتھ

رکھ کے واشروم کی طرف بھاگتا ہوا دیکھ وہ خوشی اور حیرت کی ملی جلی کیفیت میں اس کے پیچھے واشروم کی طرف آئیں تھیں۔

وفا منہ پر پانی کی چھینٹیں مار کے باہر آئی تو صبیحہ بیگم کو شیریں مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا پایا۔وہ ان کے چہرے پر چڑھتے رنگوں کو سمجھ نہیں سکی تھی۔

کیا ہوا وفا تم ٹھیک ہو؟ انہوں نے دنیا بھر کی مٹھاس اپنے لہجے میں سمائے پوچھا تھا ان کے اس بدلتے رویے پر وفا صرف حیران ہی ہو سکتی تھی۔

کچھ نہیں امی بس وہ اچانک سے جی مالش کرنے لگ گیا ہے! وفا پھر سے متلی محسوس ہونے کی وجہ سے دھیرے دھیرے اپنا سینہ سہلا رہی تھی۔

ہاں تو بیٹا وہ تو ہونا ہے اب جو بچے کو پسند نہیں ہوتا وہ کھاتے ہیں تو ایسی متلی ہونے لگ جاتی ہے۔ صبیحہ بیگم کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا مگر ان کی بات سن جیسے وفا کا دل تھم سا گیا تھا۔

کیا امی آپ کا مطلب ہے میں ماں؟ خوشی کے مارے اس کے لفظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے۔وہ آگے بڑھ کر فرط جزبات سے ان کے گلے سے لگ گئی تھی۔

ابھی شہاب آفس سے آجائے تو تم ڈاکٹر کے جانا اور پھر واپسی میں مٹھائیاں لے کے آنا ،اتنی بڑی خوشی کی خبر ہے میں تو پورے محلے میں مٹھائی بانٹوں گی، صبیحہ بیگم بھی سارے

اختلاف بھلائے خوشی سے پاگل ہو رہی تھیں۔ان کی بات سن وفا نے شرما کے گردن جھکالی تھی۔

شہاب آفس سے گھر آیا تو دیکھا صبیحہ بیگم وفا پر صدقے واری جا رہی تھیں،اپنی ماں کا اتنا حسن سلوک دیکھ وہ بھی حیرت سے دنگ رہ گیا تھا۔

جو ساس ہر وقت اپنی بہو کو اپنی زیادتی کا نشانہ بناتی تھی آج وہی ساس اس کے آگے پیچھے ہو رہی تھی۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے مگر وہ کہاں جانتا تھا کہ پوری دال ہی کالی ہے بلکہ وہ کھچڑی ہی کالی ہے جو صبیحہ بیگم نے اپنے دماغ میں پکائی تھی۔

سب خیریت تو ہے نہ ؟اس نے پہلی فرصت میں یہی سوال کیا تھا۔

ہاں بھئی خیریت تو ہے مگر بہت خوشی کی خبر ہے تم باپ بننے والے ہو!فرط جزبات سے صبیحہ بیگم نے پھر سے وفا کو گلے سے لگالیا تھا۔جب کہ ان کی بات سن شہاب نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

آپ کو ایسا کس نے کہا امی ؟وہ حیرت واستعجاب سے پوچھ رہا تھا۔اس کی بات سن صبیحہ بیگم نے منہ بسورا تھا۔

اب بھلا ایسی باتیں کس نے کرنی ہیں ہم سے ظاہر سی بات وفا کو الٹیاں ہوئی ہیں اور اس کا جی مالش کر رہا ہے اور یہ سب اسی حالت میں ہوتا ہے۔وہ آنکھیں چڑھائے سرزنش کے انداز میں بول رہی

تھیں ان کی بات سن شہاب کو ان کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا بھلا وہ کیسے ایک الٹی ہونے پر اتنی بڑی بات کا دعوہ کر سکتی تھیں۔

امی مگر ایسے کیسے! وہ ہچکچاتا ہوا آگے بولنے کے لئے لفظ جمع کر رہا تھا جب صبیحہ بیگم نے سخت گیری سے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی تھی۔

بس شہاب مجھے کچھ نہیں سننا تم ابھی کہ ابھی وفا کو ڈاکٹر کے لے کر جاؤ، بھئی اتنے عرصے بعد وہ خوشخبری ملی ہے اس لئے اب میں کوتاہی برداشت نہیں کروں گی۔ وہ خشونت سے کہتی کمرے سے نکل گئی تھیں ان کی بات سن اس نے تاسف سے سر اٹھا کے وفا کی طرف دیکھا تھا جس کے چہرے پر مسروریت کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کسی بھی صورت وفا کا دل ٹوٹے لیکن ہو سکتا ہے جو امی نے کہا ہو وہ ٹھیک ہو! یہ خیال آتے ہی وہ فریش ہونے کی غرض سے واشروم کی جانب لپک گیا تھا۔

@@@

وہ دونوں اسپتال کے کمرے میں ڈاکٹرنی کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے اضطراب سے ڈاکٹرنی کی جانب دیکھ رہے تھے، ابھی چند منٹ پہلے ہی وفا ڈاکٹرنی سے چیک اپ کرا کے آئی تھی۔ درمیانی عمر کی ڈاکٹرنی آنکھوں پر چشمہ لگائے پوری توجہ سے وفا کی رپورٹیں دیکھ رہی تھیں۔ پچھلے کئی سالوں سے وفا ان ہی لیڈی ڈاکٹر سے اپنا علاج کرا رہی تھی۔

ڈاکٹر کیا میری وائف امید سے ہیں؟ ڈاکٹرنی کے چہرے پر پھیلتی ناامیدی دیکھ شہاب نے متفکر ہوتے پوچھا تھا جب کہ وفا حیران پریشان سی بیٹھی اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔

ایم سوری مسٹر شہاب مگر آپ کی مسز کو معدے کی خرابی کی وجہ سے الٹیاں ہوئی تھیں، رپورٹس میں ایسا کچھ نہیں آیا میں جانتی ہوں آپ لوگ پچھلے کافی سالوں سے بے اولادی کے چکر میں بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کرا چکے ہیں اور اکثر گھروں میں شادی کے اتنے سالوں تک اولاد نہ ہونے پر ساس نندیں لڑکی پر طعنے کستی ہیں حتی کہ شوہر بے اولادی کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں۔ لیکن آپ سمجھدار ہیں اور پڑھے لکھے ہیں اس لئے میں امید کرتی ہوں کہ وفا پر کسی قسم کا پریشر دینے کے بجائے آپ لوگوں مزید انتظار کریں گے اور اللہ کے فیصلے پر صبر کریں گے کیونکہ فلحال ابھی آپ کے اولاد کی کوئی امید نہیں ہے۔ ڈاکٹرنی اپنی رو میں بولتی شہاب کو سمجھا رہی تھیں مگر ان کی بات سن وفا سکتے کی کیفیت میں اپنی جگہ پر جامد رہ گئی تھی۔

آنکھوں میں اذیت سی آنسو بھر گئے تھے جب کہ ایک بار پھر ناامیدی کا تیر خود میں پیوست ہوتا محسوس کر کے دونوں کندھے تھکن سے ڈھل گئے تھے، اس کمرے کی چاروں دیواروں سے اسے صبیحہ بیگم کی طنز کرتی آوازیں آنے لگی تھیں، چند پلوں پہلے صبیحہ بیگم کا محبت بھرا برتاؤ وہ ساری زندگی کا سمجھ بیٹھی تھی

اس نے بھی تو اپنی ساس کی بات پر فوری یقین کر لیا تھا اور اب ڈاکٹرنی کی بات سن اس کا معصوم دل بری طرح سے ٹوٹا تھا۔ خوشی کا ایک ننھا سا پھول تھوڑی دیر کے لئے اس کے دل میں کھل کر

اجڑ گیا تھا۔ڈاکٹرنی کی بات سن شہاب اثبات میں سر ہلاتا اس کا ہاتھ تھامتا کمرے سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

@@@@

وہ دونوں اترے ہوئے چہرے کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو صبیحہ بیگم کو انتظار میں سوکھتے ہوئے پایا۔ان دونوں کو گھر میں داخل ہوتا دیکھ صبیحہ بیگم اپنی مخصوص مسکراہٹ ہونٹوں پر لادے خوشی ومسرت سے ان دونوں کو دیکھنے لگی تھیں۔اتنی بڑی خوشی کی بات پر ان کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

کیا ہوا شہاب مٹھائی نہیں لائے؟شہاب کو خاموش دیکھ اور وفا کی جھکی نظریں جانچ کر صبیحہ بیگم کے دل میں خطرے کی گھنٹی بج گئی تھی۔

امی ڈاکٹر نے کہا ہے ایسا کچھ نہیں ہے اور نہ ابھی دور دور تک ایسی کوئی امید ہے۔شہاب نے مضبوط لہجے میں کہتے اپنی ماں کی طرف دیکھا تھا جن کا چہرہ شہاب کی بات سن لال انگارہ سا ہونے لگا تھا۔پل میں ہی چہرے کے تنے نقوش لئے وہ دانت پیستے وفا کے قریب آئیں اور اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔وہ جو نظریں جھکائے شرمندگی سے کھڑی تھی اس اچانک افتاد پر نہ سنبھلتی ہوئی پیچھے کی طرف ڈھلکی تھی،اس کو وزن برقرار نہ رکھتے ہوئے دیکھ شہاب نے اسے سہارا دیتے ہوئے کمر سے تھام لیا تھا۔

پتا نہیں کونسا بد نصیب دن تھا شہاب جو تم نے کالج میں اس منحوس کو پسند کیا تھا اور میں نے اس سے تمہاری شادی کرادی، ہمارے تو نصیب ہی پھوٹ گئے اس عورت کو اپنے گھر لا کے، ایک اولاد نہ دے سکی یہ ہمارے گھر کو۔ صبیحہ بیگم غصے سے آنکھیں پھاڑتی اس پر چنگھاڑ رہی تھیں۔ان کے لہجے پر سہمتی وفا شہاب کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

امی پلیز یار اس میں وفا کا کوئی قصور نہیں ہے آپ کی خود کی غلطی ہے اتنی سی بات پر آپ نے اتنی بڑی امید لگالی۔ وفا تم کمرے میں جاؤ میں امی کو سمجھاتا ہوں۔ شہاب کڑک لہجے میں صبیحہ بیگم کو لاجواب کرتا وفا کی طرف دیکھتا بولا تو اس کی بات سن وفا تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپک گئی۔

شہاب مجھے کچھ نہیں سمجھنا کچھ نہیں سننا اب!!! مجھے نہیں پتا تم دوسری شادی کرو گے۔ میں اب اس اتنے بڑے گھر میں سناٹا نہیں دیکھ سکتی، اس نے آدھی سیڑھیاں پار کی تھیں جب صبیحہ بیگم کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔ وہ کیسے برداشت کرتی اپنے شوہر کے ساتھ کسی اور کو؟ اس کا دل سسک کے رہ گیا تھا، مردہ قدموں سے چلتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

کمرے میں جہازی سائز بیڈ پر بیٹھی وہ زار و قطار رو رہی تھی۔ دل تھا کہ سنبھل ہی نہیں پا رہا تھا۔ شہاب صبیحہ بیگم سے بات کر کے کمرے میں آیا تو اس کی سوجی ہوئی سرخ آنکھیں دیکھ تڑپ گیا۔

وفا کیا ہو گیا ہے ایسے کیوں رو رہی ہوں؟ اس کے سرہانے بیٹھ کر وہ محبت سے پوچھنے لگا تھا۔

"شہاب آپ دوسری شادی کرلیں پلیز" وہ ہچکیاں لیتی بولی تو شہاب نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگالیا۔

وفا تم امی کی باتوں کا برا کیوں مانتی ہو۔ بھول گئیں؟ ڈاکٹر نے کیا کہا تھا اور جہاں تک رہی دوسری شادی کی بات تو میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ ہمارے اولاد ہو یا نہ ہو لیکن آئندہ کے بعد میں تمہارے منہ سے یہ بات مت سنوں!!! وہ سنجیدگی سے کہتا اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا تھا۔

شہاب میں آپ کو بلکل شئیر نہیں کر سکتی کسی کے ساتھ! شہاب کے سینے سے لگے اس نے اذیت سے آنکھیں مینچ لی تھیں۔ یہ تصور ہی اس کی جان نکالنے کے لئے کافی تھا۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا میری جان، میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں اور ہمیشہ تم سے ہی محبت کروں گا۔ گھمبیرتا سے کہتے اس نے وفا کے ماتھے پر لب رکھ دیئے تھے۔

@@@

دو دن ہو گئے تھے صبیحہ بیگم نے بالکل وفا سے بات چیت بند کی ہوئی تھی، وفا نے بھی آگے بڑھ کر کوئی بات نہیں کی تھی کیوں کہ وہ بیچاری خود کو اس لائق نہیں سمجھتی تھی۔ اسے لگتا اس میں کوئی بہت بڑا عیب ہے جس پر لوگ اس پر ہنس رہے ہیں قہقہے لگا رہے ہیں، وہ تو اب لوگوں کے سامنے بھی نہیں جاتی تھی کہ کسی نے باتوں باتوں میں اس کی بے اولادی پر طنز مارے تو اس کا دل کیسے برداشت کر پائے گا۔ کہتے ہیں اولاد مرد کے نصیب اور رزق عورت کے نصیب سے ملتا ہے لیکن

پھر بھی اس منافق دنیا میں بے اولادی کا ذمہ دار عورت کو اور بے روزگاری کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا جاتا ہے۔اولاد دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے اس میں اس معصوم عورت کا کوئی قصور نہیں ہوتا جس کو لوگ پل پل اپنی باتوں سے مار رہے ہوتے ہیں ایسی ہی ایک سیدھی سادھی لڑکی وفا بھی تھی جس کی بہت ہی کم عمر میں شادی ہوئی تھی۔ محض سترہ سال کی تھی وہ جب شہاب نے اسے کالج میں پسند کر کے اس کے گھر پرپوزل بھیجا تھا جسے وفا کے گھر والوں نے فوری قبول کر لیا تھا۔ صبیحہ بیگم کے دو ہی بچے تھی شہاب اور اسماء۔اسماء شادی ہو کے اسلام آباد چلی گئی تھی جس کی وجہ سے صبیحہ بیگم کو شہاب کی شادی کی جلدی تھی، رشتہ لگنے کے ایک ماہ بعد ہی وہ وفا کو بیاہ کے گھر کے آئیں تھی۔ شہاب کی عمر بھی زیادہ نہیں تھی وہ وفا سے ایک سال ہی بڑا تھا۔ان کی شادی کو آٹھ سال گزر گئے تھے دونوں میاں بیوی میں بلا کی محبت اور زندگی میں سکون بھی تھا،ان کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی تو اولاد کے لئے وہ لوگ ترستے رہتے۔ صبیحہ بیگم کی بیٹی اسماء کے چار بچے تھے جن سے اکثر بات کر کے یا کسی دوسرے کے بچے کو دیکھ انہیں بھی اپنے پوتا پوتی کا دورہ پڑ جاتا اور پھر وہ وفا کا جینا دشوار کر دیتیں۔ وفا اپنے گھر کی سب سے لاڈلی اور چھوٹی بیٹی تھی جس کی وجہ سے اس کا دل بہت نازک تھا۔اس کی دونوں بڑی بہنیں اولاد کی نعمت سے مالا مال تھیں،ایک بھائی تھا اب اس کے بھی اولاد ہو گئی تھی بس وہی خالی دامن رہ گئی تھی۔ وہ اپنے خدا سے ناامید نہیں تھی اسے یقین تھا ایک نہ ایک دن اس کی دعا سن لی جائے گی اس کی خود بھر دی جائے گی لیکن لوگوں کی

زہریلی باتیں سن اس کا ایمان ڈگمگانے لگا تھا اسے اس بات کا شدت سے احساس ہونے لگا تھا کہ وہ ساری زندگی ایسے ہی رہ جائے گی

وہ شہاب کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالی شاپنگ مال میں داخل ہوئی تو اسے اتنے سالوں بعد اپنے سامنے دیکھ دور کھڑے کسی شخص کا دل سینے میں چڑیا کی طرح پھڑ پھڑانے لگا تھا۔وہ آج بھی بالکل ویسی تھی جیسی آٹھ سال پہلے دکھتی تھی۔وفا کے بھائی امجد نے اگلے ہفتے اپنے بیٹے کا عقیقہ رکھا تھا جس کی وجہ سے شہاب اسے شاپنگ کرانے لے آیا تھا۔شہاب اور وفا تھوڑا آگے بڑھے تو وہ بھی ہمت جمع کر کے ان سے ملنے چلا آیا تھا۔

اسلام و علیکم! عقب سے آتی جانی پہچانی آواز سن کر دونوں نے ہی پلٹ کر دیکھا تو سامنے بہروز کھڑا مسکرا رہا تھا۔

وعلیکم السلام واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز،شہاب بہروز کو دیکھتے ہی بغلگیر ہوا تھا جب کہ وفا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی وہ بہت بدل گیا تھا کہیں سے بھی وہ کالج والا بہروز نہیں لگ رہا تھا۔

یار تو کتنا بدل گیا مطلب ایک پل کے لئے تو میں پہچان ہی نہیں سکا کہ یہ بہروز ہے،شہاب نے اس کے ورزشی جسم کو دیکھ کندھے کو تھپکا جس پر وہ دھیما سا مسکرا دیا تھا۔

کیسی ہو وفا؟وہ حسرت سے وفا کو دیکھ پوچھنے لگا دل میں عجیب سی ٹھیس اٹھی تھی۔

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟ وفا نے بھی نرمی سے جواب دیا تو آج بھی اس کا نزاکت بھرا انداز اور میٹھا شیریں لہجہ دیکھ اس کی دھڑکنوں میں شور مچ گیا۔

الحمداللہ فٹ اینڈ فائن! دل میں اٹھتے دردوں کو چہرے پر لائے بغیر اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

تو پاکستان کب آیا؟ اسے خاموش کھڑا دیکھ شہاب نے دوبارہ سوال کیا تو اس کی نظریں نا چاہتے ہوئے بھی شہاب کے برابر میں کھڑی وفا کے چہرے پر پھسل گئیں پل میں ہی اس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

ایک ماہ ہی ہوا ہے واپس آئے تم لوگ بتاؤ کیسی چل رہی ہے لائف؟ بہروز نے تھکے ہوئے انداز میں کہہ کر بات کا رخ بدل دیا تھا۔

یار اتنے ٹائم بعد ملیں ہیں کہیں بیٹھتے ہیں نہ؟ شہاب نے فوڈ کارنر کی جانب اشارہ کرتے کہا تو بے اختیار اس کا سر نفی میں ہل گیا۔ وہ مزید وفا کے سامنے کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا اتنے سالوں سے جو اس نے خود پر سنجیدگی اور پتھر دلی کا خول چڑھایا تھا وہ ٹوٹنے لگا تھا۔

نہیں یار میں لیٹ ہو رہا ہوں پھر کبھی ضرور، وہ پھیکے سے انداز میں کہتے ارد گرد کسی کو تلاش کرنے لگا تھا۔

ہاں تیرے بیوی بچے بھی ساتھ ہوں گے نہ، اس کی ارد گرد بھٹکتی نظروں کو دیکھ شہاب نے شرارت سے کہا تو وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔

میں نے شادی نہیں کی لیکن بہت جلد کرنے والا ہوں، سنڈے کو میری انگیجمنٹ ہے اس لئے امی کے ساتھ اپنی ہونے والی دلہن کے لئے شاپنگ کرنے آیا تھا، بہروز نے ایک طنز بھری نظروں سے وفا کو دیکھا تھا جو سر جھکائے کھڑی شرمندہ نظر آرہی تھی۔

تم لوگ بھی آنا میری انگیجمنٹ میں مجھے بہت خوشی ہوگی، بہروز نے شہاب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جیب سے ایک چھوٹا سا انویٹیشن کارڈ نکال کر شہاب کو دیا تھا جس پر جگہ کا ایڈریس اور بہروز کا نمبر بھی لکھا ہوا تھا

ارے واہ ضرور، شہاب نے کارڈ کو دیکھ خوشی سے کہا تو وفا چونک کر شہاب کو دیکھنے لگی اس نے وفا سے پوچھے بغیر کیسے ہامی بھر لی تھی۔

ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا تم لوگوں کا ابھی چلتا ہوں امی میرا انتظار کر رہی ہوں گی، وہ شہاب سے گلے ملتا ایک آخری مختصر سی نظر وفا کے چہرے پر ڈال وہاں سے چلا گیا تھا۔

@@@@

رات میں باہر سے ہی ڈنر کر کے وہ لوگ گھر آئے تو صبیحہ بیگم جلے پیر کی بلی کی طرح کمرے میں ادھر ادھر ٹہل لگاتی ان ہی کا انتظار کر رہی تھیں۔

شہاب ایسی کون سی آنکھوں پر پٹی بن گئی ہے تمہارے جواب اس کے آگے تمہیں اپنی ماں دکھائی نہیں دیتی، خود باہر سے کھانا کھا کے آگئے ہوں گے زرا فکر ہے ماں نے کچھ کھایا یا نہیں، صبیحہ بیگم نے فوری ان دونوں کو روک لیا تھا۔

امی میں آپ کے لئے کھانا بناکے تو گئی تھی، صبیحہ بیگم کی بات سن وفا نرمی سے بولی تو انہوں نے سختی سے وفا کو جھڑک دیا۔

تم چپ کرو تم سے بات نہیں کر رہی میں، کیا بنا کے گئیں تھیں وہ تیز نمک والا آلو گوشت جسے کھا کے میرا بلڈ پریشر ہائی ہو اور میں مر جائوں؟ تم تو چاہتی یہی ہو کہ میں مر جائو تاکہ تم آرام سے اس گھر پر راج کر سکو۔ صبیحہ بیگم کے دل کا زہر زبان پر امڈ آیا تو وفا نے بڑی مشکل سے اپنی آنسوئوں کو باہر آنے سے روکا تھا۔

امی کیا ہو گیا آپ کو؟ وفا ایسا کیوں چاہے گی اور کھانے میں نمک تیز وفا نے جان بوجھ کے تھوڑی کیا ہو گا اس سے غلطی ہو گئی ہو گی پلیز آپ ایسا مت سوچا کریں، بات کرتے کرتے آخر میں اس کا لہجہ تھک گیا تھا تنگ آ گیا تھا وہ اپنی ماں اور بیوی کی کھٹ پھٹ دیکھ دیکھ کے۔

بیٹا تم تو اسی کی زبان بولو گے نہ تم پر کالا جادو جو کرا دیا ہے اس شاطر عورت نے سب جانتی ہوں میں اس جیسیوں کو شوہر کو مٹھی میں بند کرنے کے لئے کیا کیا کرتی پھرتی ہیں، صبیحہ بیگم ابھی بھی زہر اگلنے سے باز نہیں آئی تھیں جسے دیکھ وفا کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔

امی آپ کیوں ہر بات کا قصوروار مجھے ٹھہراتی ہیں؟ آپ کو مجھ سے اتنا مسئلہ ہے تو بتا دیں میں چلی جاتی ہوں اس گھر سے تاکہ آپ کو بھی سکون ملے اور مجھے بھی سکون ملے، میں آپ کی زیادتیاں اب مزید برداشت نہیں کر سکتی، میں نے آپ کو ہمیشہ اپنی ماں کی طرح سمجھا لیکن جب آپ ہی

مجھے بیٹی تسلیم نہیں کرتیں تو میں کیا کروں؟ وہ نم آنکھوں سے چلاتی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔

امی وفا نے آج تک آپ کے آگے نہیں بولا لیکن آج آپ نے مجبور کر دیا اسے بولنے پر، ظاہر سی بات ہے ایک انسان کتنا غلط برداشت کرے گا، شہاب بھی افسوس سے انہیں دیکھتا اوپر چلا گیا تھا جسے دیکھ صبیحہ بیگم نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے تھے۔

@@@@

سیاہ کرولا تیزی سے چلتی اپنی منزل کی جانب رواں تھی، اس میں بیٹھا شخص خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب کہ اس کے برابر میں بیٹھی اس کی ماں اس سے مسلسل کوئی بات کر رہی تھیں جس کا جواب وہ محض سر ہلا کے دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی اور تلخی تھی۔ وہ جب مال گیا تھا تب تک تو ٹھیک تھا لیکن اچانک سے اسے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔

بہروز کیا ہوا بیٹا؟ بانو بیگم نے آخر کار پوچھ ہی لیا تھا۔

کچھ نہیں! اس نے سرد لہجے میں جواب دیا اور نظریں سامنے کی جانب ٹکا لیں۔

اتنے سالوں بعد تم پاکستان آئے تو تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی بیٹا تم اپنے دکھ سے باہر آ چکے تھے لیکن تمہیں اب ایسے دیکھ مجھے واقعی بہت افسوس ہو رہا ہے۔ اس کے چہرے پر پھیلی کر ختگی دیکھ وہ مایوس ہو گئی تھیں، بہروز نے ان کی بات سن سختی سے لب بھینچ لئے تھے وہ کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن بول نہیں سکا، اسے خود اپنی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

وہ گھر آ کے خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا،اس کی دو بہنیں تھیں دونوں ہی شادی شدہ تھیں لیکن بھائی کی منگنی کی خوشی میں ماں کے گھر رکنے آئی ہوئی تھیں،

اسے کیا ہوا؟؟صوفے پر بیٹھی مہوش اپنی بیٹی کو کپڑے تبدیل کرا رہی تھی بہروز کا موڈ خراب دیکھ ماں سے پوچھنے لگی۔

اللہ جانے کیا ہوا؟مال میں اچانک سے اس کا موڈ خراب ہو گیا، بانو بیگم نے شاپنگ بیگز صوفے پر رکھ کے کھولنے شروع کر دیئے تھے۔

امی کہیں اسے وہ تو نظر نہیں آ گئی؟دل میں آتے اندیشے کے تحت وہ گھبرا کے پوچھنے لگی۔

پتا نہیں بیٹا کون بد بخت تھی جس نے میرے بیٹے کی یہ حالت کر کے چھوڑ دی، بانو بیگم اب اپنی بہو کا ڈریس نکال کر دیکھنے لگی تھیں مہوش بظاہر تو کپڑے دیکھ رہی تھی مگر اس کا ذہن ماں کی بات میں اٹک گیا تھا۔

امی وہ کیوں بد بخت ہوئی جب کہ بہروز نے بتایا تھا نہ کہ اس نے کبھی بہروز کی طرف نظر اٹھا کے بھی نہیں دیکھا اس کی محبت یک طرفہ تھی، مہوش نے اپنی ماں کی بات سے سیدھا اختلاف کیا تھا۔ان دونوں کو بحث کرتا دیکھ نمرہ بھی کچن سے نکل آئی تھی اور اپنے بیٹے کو لے کر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

کیا ہوا آپی؟نمرہ تجسس سے پوچھنے لگی وہ بہروز اور مہوش سے چھوٹی تھی اس کے شادی کو دو سال ہی ہوئے تھے۔

امی کو دیکھو کس طرح کسی بے قصور لڑکی کو بد بخت کہہ رہی ہیں اب بہروز اس کو بے پناہ چاہنے لگا تھا تو اس میں اس کا کیا قصور تھا۔ مہوش نے نمرہ کو مخاطب کرتے کہا تو اس کی بات سن نمرہ بھی اثبات میں سر ہلانے لگی۔

اچھا چلو اب زیادہ حمایت نہیں کرو، لو یہ جوڑا دیکھو ٹھیک ہے یا نہیں، بانو بیگم نے موضوع بدلا تو وہ دونوں کپڑوں کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

شاپنگ مال سے آنے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں گھس گیا تھا اور اب رات کا آدھا پہر ہو گیا تھا وہ کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔ بڑا اور کشادہ یہ کمرہ جدید طرز کے فرنیچر سے آراستہ تھا۔ کمرے میں ہر چیز ترتیب سے رکھی ہوئی تھی صرف ایک وہی تھا جو بے ترتیب ہوتی حالت کے ساتھ ریوالنگ چیئر پر بیٹھا سیگریٹ ہونٹوں سے لگائے دھواں چھوڑ رہا تھا۔ سیگریٹ کا دھواں کمرے میں بھر گیا تھا جس سے ماحول عجیب سا گھٹن زدہ ہو گیا تھا۔ اس دھواں دار ماحول میں کوئی ایک پل بھی ٹھہرتا تو سانس نہ لے پاتا لیکن وہ بے جان وجود کی طرح اپنی جگہ پر جامد بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ماضی یوں چل رہا تھا جیسے پردے پر کوئی فلم چل رہی ہو۔ شام سے گھر والے اس کے کمرے کا دروازہ پیٹ کر تھک گئے تھے مگر دروازہ کھولنا تو دور وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ خوبصورت نقوش اور سرد تاثرات والے اس وجیہہ انسان نے آٹھ سال پہلے کسی کو بے انتہا چاہا تھا اور جب وہ کسی اور کی ہو گئی تھی تو جیسے وہ اس دنیا سے بیگانہ ہو گیا تھا۔ وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا تب

ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور یہ ملک چھوڑ کر چلا گیا۔اس نے وہ تمام چیزیں، راستے، جگہیں اور انسان چھوڑ دیئے تھے جس کے ذریعے اسے وہ دشمن جاں یاد آئے لیکن آج زندگی کے اس موڑ پر جب وہ سب کچھ بھول بھال کر ایک نئی زندگی شروع کرنے والا تھا تب وفا سے سامنا ہونے پر وہ گھائل ہو کے رہ گیا تھا۔اس کی چاہت، محبت، دیوانگی سب یکطرفہ تھی کیونکہ وفا تو شروع سے شہاب کو پسند کرتی تھی۔اس نے ضبط سے آنکھیں موندیں اور ماضی میں کہیں کھو گیا جہاں کالج کے ہال میں ایک بھولی بھالی لڑکی اس کے بالکل سامنے بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔اس دن اس نے وفا کو پہلی بار دیکھا تھا۔وہ ہلکے گلابی رنگ کا قمیض شلوار پہنی ہوئی تھی کندھے پر اس کے لمبے بالوں کی چوٹی پڑی ہوئی تھی، شیفون کا دوپٹہ اس نے گردن کے گرد گھما کے مفلر کی طرح لیا ہوا تھا۔وہ دوسری لڑکیوں کی طرح شوخ چنچل نہیں بلکہ بالکل سادہ تھی۔اس کی پیاری سی مسکراہٹ اور خوبصورت لب ولہجہ بہروز کو بہت پسند تھا۔وفا جب بھی اس بینچ پر آ کے بیٹھتی وہ دیوانوں کی طرح اس کے سامنے بینچ پر بیٹھ کر چوری چھپکے اسے تکتا رہتا لیکن ایک دن اسے پتا چلا کہ کالج کے لڑکے سے ہی وفا کی منگنی ہو گئی،اس کا حال بالکل بے حال ہو گیا تھا اس نے وفا کے پاس جا کے منتیں بھی کیں کہ وہ شہاب کو چھوڑ کر اس سے شادی کر لے لیکن وفا نہ مانی کیونکہ وہ خود بھی شہاب کو پسند کرتی تھی اور شہاب اکلوتا ہونے کی وجہ سے ویل سیٹلڈ تھا جب کہ بہروز کی دو بڑی بہنیں ابھی گھر پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔اس دن وفا کا انکار سننے کے بعد وہ بہت دل برداشتہ ہو گیا تھا اس لئے پڑھائی

وغیرہ چھوڑ کر باہر ملک اپنے ماموں کے پاس چلا گیا اور اب وہ ایک کامیاب انسان بن کے واپس لوٹا تھا۔ ناجانے کتنی ہی دیر وہ غم سے نڈھال ہوتا یونہی سیگریٹ کے کش بھرتا رہا تھا۔

@@@

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی مومی کلائیوں میں سلور کی چمکتی ہوئی چوڑیاں پہن رہی تھی، اس نے سیاہ رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی جو اس کے دبلے پتلے سراپے پر قیامت ڈھا رہی تھی۔ لمبے بالوں کو اس نے جوڑے میں قید کیا ہوا جس کی کچھ لٹیں اس کے چہرے رقص کر رہی تھیں

وفا تیار ہو گئیں؟ شہاب کمرے میں آتے اس سے پوچھنے لگا لیکن جیسے ہی نظر اس کے چار چاند لگے وجود پر پڑی تو نظروں نے بے ساختہ ہی ماشااللہ کہہ ڈالا۔

جی ہو گئی تیار، وفا نے ہاتھوں میں چوڑیاں ڈال کر سیدھے ہوتے اسے اپنی تیاری دکھائی تھی۔

اف محترمہ آپ تو گھائل کر رہی ہیں آج ہمیں، شہاب اس کے قریب آتا خمار سے بولا تو اس نے شہاب کو خود سے پرے دھکیل دیا۔

شہاب دیر ہو رہی ہے چلیں، وہ مصنوعی خفگی دکھاتی سینڈل پہننے لگی تو شہاب اس کی بات سن مسکرا کے ٹیبل پر سے گاڑی کی چابی اور والٹ اٹھانے لگا۔

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں آجائو بہروز ہمارا ویٹ کر رہا ہو گا۔ اس نے کمرے سے نکلتے ہوئے رک کر وفا کو مخاطب کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا اس کی بات سن وفا جلدی جلدی سے سینڈل پہننے لگی۔

آج اتوار تھا اور بہروز کی انگیجمنٹ تھی جہاں وفا اور شہاب کو لازمی جانا تھا۔ویسے تو وفا وہاں جانے کے لئے راضی نہیں تھی لیکن شہاب کی ضد کے آگے اسے ہتھیار ڈالنے پڑے تھے پھر بہروز نے بھی صبح شہاب کو فون کر کے یاد دلایا تھا کہ آج ان دونوں کو لازمی آنا ہے۔ان دونوں نے صبیحہ بیگم کو بھی ساتھ چلنے کا کہا تھا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ دنیا کے سامنے اپنی بہو کے ساتھ نہیں جا سکتیں آگر لوگوں نے ان سے پوچھ لیا کہ ان کے بیٹے کی شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا اور ان کے کتنے پوتا پوتی ہیں تو وہ کیا جواب دیتیں۔

چند ثانیوں بعد شہاب اور وفا بہروز کی طرف جانے کے لئے نکل پڑے تھے۔بہروز کا گھر کافی دور تھا اس لئے بہروز نے شہاب سے یہی کہا تھا کہ وہ فلاح جگہ پر آ کے ان دونوں کو پک کر لے گا۔تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ دونوں اس مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں بہروز نے آنا تھا۔شہاب نے سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی کی اور گاڑی سے باہر نکل کر بہروز کو کال ملانے لگا۔سگنل ویک تھے اس لئے وہ گاڑی سے تھوڑا دور جا کے بار بار بہروز کا نمبر ڈائل کر رہا تھا اسے پتا ہی نہیں تھا کہ پیچھے اس کی گاڑی کے پاس ایک بائیک آ کے رکی تھی جس پر تین لڑکے سوار تھے۔یہ جگہ کافی سنسان تھی اور رات کے اس پہر ہو کا عالم تھا ایسے میں نقاب پوشوں کو ان کی گاڑی کے پاس رکنا بالکل خطرے سے خالی نہیں تھا۔ان لڑکوں نے گاڑی کا شیشہ بجایا تو وفا ان کم عمر نوجوانوں کو دیکھ ہڑبڑا گئی جو چہرے پر کپڑا لپیٹے ہوئے تھے۔

باہر نکل گاڑی سے؟ گاڑی کا شیشہ زور زور سے بجاتے ایک لڑکے نے برہمی سے کہا تو وفا کے ماتھے پر پسینہ نمودار ہو گیا اسے دور کھڑے شہاب کی پشت نظر آ رہی تھی جو ہر چیز سے بیگانہ ہوتا بہروز کو کال ملانے میں مصروف تھے۔

شہاب!! شہاب!! وہ ڈر کے مارے شہاب کو پکارنے لگی تھی جب اس کی بات سن ایک لڑکے نے خبر دار ہوتے اپنی جیب میں سے گن نکالی اور گاڑی کے شیشے پر رکھ دی۔

چپ چاپ باہر نکل ورنہ بھیجے میں گولیاں اتار دوں گا۔ بندوق دیکھ کر تو اس کی اوپر کی سانسیں اوپر اور نیچے کی سانسیں نیچے ہی رہ گئی تھیں اس نے گاڑی سے باہر نکلنے میں ہی عافیت جانی تھی کیونکہ گاڑی میں بیٹھ کر تو شہاب تک اس کی آواز ہی نہیں جا رہی تھی۔ وہ خدا کا نام لے کر گاڑی سے باہر نکل آئی تو وہ لڑکے غلیظ نظروں سے سامنے کھڑے حسن کے مجسمے کو دیکھنے لگے۔

زیور اتار اپنا سارا۔ لڑکے نے پھر سے اسے مخاطب کیا تو وہ خوف سے انہیں دیکھنے لگی اور پھر اپنا رخ شہاب کی جانب کر کے زور زور سے اسے پکارنے لگی۔

شہاب بہروز سے بات کر کے پلٹا تو دیکھا کچھ لڑکے وفا کو گھیرے کھڑے تھے اور وفا اسی کو پکار رہی تھی۔ بہروز بس تھوڑا ہی دور تھا وہ یہاں پہنچنے ہی والا تھا۔

وفا!! شہاب ہڑ بڑا کے آگے بڑھا تھا جب ان لڑکوں نے تین چار گولیاں وفا کے سینے میں اتار دی تھیں۔ وفا خون میں لت پت زمین بوس ہو گئی تھی جب کہ وہ لڑکے موقع دیکھتے ہی فرار ہو گئے تھے۔ یہ منظر دیکھ شہاب کی تو ٹانگیں شل رہ گئی تھیں وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا پا رہا تھا۔

وفا!! بہروز کی حلق پھاڑ چیخ ماحول میں سنائی دی تو شہاب نے بھی زبردستی اپنے قدم وفا کی جانب بڑھائے تھے۔وفا کی حالت دیکھ بہروز دیوانوں کی طرح بھاگ کر اس کے پاس گیا اور اسے بانہوں میں اٹھالیا۔اس وقت وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ اس کا شوہر بالکل سامنے کھڑا تھا۔اس وقت اسے وفا کی جان سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگی تھی۔اس کی سفید شرٹ وفا کے خون سے رنگ گئی تھی۔اس نے وفا کو اٹھا کے گاڑی میں ڈالا اور خود بھی گاڑی میں بیٹھ کر ہوسپٹل کے لئے روانہ ہو گیا۔شہاب کا دماغ بھی بالکل مائوف ہو گیا تھا وہ بھی گاڑی میں جا بیٹھا اور گاڑی بہروز کی گاڑی کے پیچھے لے جانے لگا۔کچھ ہی دیر بعد خون میں لت پت ایک لڑکی اسٹریچر پر پڑی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا شہر کے سب سے بڑے ہوسپٹل کے آپریشن تھیٹر میں لے کے جائی جا رہی تھی۔

@@@@

کوئی پوچھے تو کہہ دینا

ایک دیوانہ تھا

چاہتا تھا ایک حسینہ کو بے انتہا

جیسے کوئی افسانہ تھا۔

محبت کی آگ میں

دل جلا تھا اس کا۔

اذیت کے خار سے

پیر بھی زخمی ہوئے تھے

محبت لیکن وہ ہمیشہ نبھاتا تھا

دل تھا کہ اس کا سنبھل نہیں پاتا تھا

آنکھیں دیدار یار میں برس پڑتی تھیں

وہ چاہتا تھا اسے ایسے

جیسا کسی اور نے نہ چاہا تھا۔

کوئی پوچھے تو کہہ دینا

ایک دیوانہ تھا۔

وہ آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھا تھا اس کے سامنے ہی شہاب دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ شہاب کے چہرے پر وفا کو کھونے کا خوف اور دکھ تھا جب کہ بہروز اس کی آنکھیں تو وفا کی اذیت سوچ کر ہی سرخ ہو رہی تھی۔ دو گھنٹے ہو گئے تھے انہیں ہوسپٹل آئے ہوئے لیکن ابھی تک ڈاکٹرز کی طرف سے بالکل خاموشی تھی۔ پچھلے ایک گھنٹے سے بہروز کے گھر سے کال آ رہی تھی اس کے سسرال والے آ گئے تھے اور وہ جلدی منگنی کی رسم ادا کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بار بار انکار کر رہا تھا کہ وہ ابھی نہیں آ سکتا۔ تھوڑی دیر بعد پھر اس کا فون بجا تو طلش سے پھٹتے اس نے کال ریسیو کی اور کاٹ دار لہجے میں مقابل سے مخاطب ہوا۔

مجھے نہیں کرنی منگنی، ذرا سا صبر نہیں ہے ان لوگوں میں یہاں وہ بیچاری زندگی موت کی کشمکش میں مبتلا ہے اور انہیں اپنی خوشیوں کی پڑی ہوئی ہے۔ میری طرف سے معذرت کر لیجئے اور کہہ دیجئے ایسے پتھر دل لوگوں سے میں رشتہ نہیں جوڑ سکتا۔ وہ غصے سے کہتا فون کاٹ چکا تھا جب اس کی بات سن شہاب اس کے پاس آیا۔

بہروز تم گھر چلے جائو میں وفا کے پاس ہوں اس لئے تم اپنی خوشی خراب مت کرو۔ شہاب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اپنائیت سے کہہ رہا تھا۔

نہیں اب تو میں ختم کر چکا ہوں منگنی اور جب تک وفا کے متعلق میں مطمئن نہیں ہو جاتا میں یہاں سے نہیں جائوں گا۔ اس نے بھی ایک درد بھری مسکراہٹ شہاب کی طرف اچھالی تو شہاب اثبات میں سر ہلاتا اس کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

@@@

بہروز کو کال اس کی ہونے والی ساس نے کی تھی اور بہروز نے بغیر کچھ سوچے سمجھے ہی انہیں ٹھیک ٹھاک سنا دی تھی جس کی وجہ سے وہ بھی بہروز کی بات سن بھڑک اٹھی تھیں انہوں نے بانو بیگم کو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ ایسے بد تمیز لڑکے کو اپنا داماد ہر گز نہیں بنا سکتیں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس لڑکی کے متعلق بھی نا جانے کیا کیا کہا تھا جسے بہروز ہوسپٹل لے کر گیا تھا اور اس کی فکر میں ہلکان ہو رہا تھا۔ لڑکی والے واپس جا چکے تھے اور مہمانوں سے بھرا ہال اب اس تماشے پر خالی ہونے لگا تھا۔ بانو بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ بہروز کا کیا کر دیں جس نے اپنی نادانی میں

آ کے ایک اچھی لڑکی کو ٹھکرادیا تھا۔ کافی دیر تک وہ اوران کی بیٹیاں ہال میں کھڑی بہروز کا انتظار کرتی رہیں لیکن جب کافی وقت گزرنے کے بعد وہ نہیں آیا تو وہ لوگ بھی اپنے گھر چلے گئے۔ بانو بیگم کو بہروز کی اس حرکت پر بڑی شرمندگی اٹھانی پڑی تھی جو ہوسپٹل میں بیٹھا اپنی محبت کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

کسی بھی یوٹیوب چینل یا ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے، میرا خود کا یوٹیوب چینل موجود ہے اور یہ ناول پہلے سے وہاں اپلوڈ ہو گیا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف ایکشن لیا جاسکتا ہے۔

وہ دونوں ساری رات آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھے رہے تھے مگر ڈاکٹر نے ابھی تک ان کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ شہاب نے صبیحہ بیگم کو بھی آگاہ کر دیا تھا لیکن انہوں نے ہوسپٹل آنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ صبح صادق کے وقت ڈاکٹر نے انہیں وفا کی نئی زندگی کی خوشخبری سنائی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے شہاب کے سر پر یہ بم پھوڑ دیا تھا کہ وفا اب ساری زندگی چل پھر نہیں سکے گی۔ یہ خبر شہاب کو بری طرح سے جھنجھوڑ چکی تھی لیکن اس نے صبر رکھا اور وفا کو دیکھنے اندر روم میں چلا گیا۔ بہروز میں تو اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے شہاب کو اس کا خیال رکھنے کی تاکید کر کے گھر چلا گیا۔ بہروز گھر گیا تو بانو بیگم نے اس سے سخت ناراضگی کا اظہار کیا لیکن اسے ذرا برابر بھی فرق نہیں پڑھا تھا۔ بانو بیگم نے اس

سے ضد بھی کی کہ وہ اپنی ہونے والی ساس سے معافی مانگ لے اور منگنی کر لے لیکن وہ نہیں مانا تھا اس وقت اسے صرف سکون کی ضرورت تھی یہ سکون یا تو وہ نیند سے حاصل کرتا یا پھر سگریٹ سے۔

شہاب وفا سے ملنے وارڈ میں گیا تو دیکھا وہ پٹیوں میں جکڑی نیم بیہوش تھی۔ڈاکٹر نے ہدایت کی تھی کہ وفا سے فلحال بات کرنا یا اس کا ہلنا جلنا مناسب نہیں۔اس لئے وہ اسے ایک نظر دیکھ روم سے واپس جانے کے لئے پلٹ گیا تھا۔وہ روم سے باہر ہی نکلنے والا تھا جب سفید یونیفارم میں ملبوس نرس تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی اور بے دھیانی میں شہاب سے ٹکرا گئی۔

دیکھ کے پلیز۔شہاب جیسے لمبے چوڑے مرد سے ٹکرا کے وہ زمین پر دھڑام سے گرنے ہی والی تھی جب شہاب نے اسے اپنے حصار میں لیا اور اسے گرنے سے بچا لیا۔

"تھینک یو" وہ نرس جلدی سے شہاب سے دور ہٹی اور نظروں کا زاویہ بدل کر فورا روم سے باہر نکل گئی جب کہ کافی دیر تک شہاب اس کی من موہنی صورت کو سوچ کر وہیں ساکت کھڑا رہا۔

@@@@

وہ چلنے پھرنے سے بالکل قاصر ہو گئی تھی اور پھر اس کا ٹریٹمنٹ بھی چل رہا تھا جس کے باعث ڈاکٹر اسے ڈسچارج نہیں کر رہے تھے۔آج کل کے دور میں کوئی کسی کا اپنا نہیں اسی طرح چند روز کے لئے وفا کے بہن بھائی بھی اس کے پاس رکنے کے لئے آئے اور پھر اپنی زندگی میں مگن ہو گئے۔وہ دوائیوں کے زیر اثر زیادہ اوقات سوتی رہتی اور دنیا سے بالکل بے خبر ہو گئی تھی۔شہاب پہلے پہل

تواس سے روز ملنے آتا لیکن آہستہ آہستہ اس کی وفا پر سے توجہ ہٹنے لگی تھی اوراب وہ بھی ہوسپٹل کم آتا جاتا۔ صبیحہ بیگم آج کل نوٹ کر رہی تھیں کہ شہاب میں کچھ فرق سا تھاوفا کے ہوسپٹل میں ہونے کے باوجود وہ روز تیار ہو کے کہیں نکل جاتا تھااس کے چہرے پر آج کل ایسی چمک تھی جیسے چھوٹے بچے کو اس کا من پسند کھلونا مل گیا ہو۔کافی دنوں تک غور و فکر کرنے کے بعد صبیحہ بیگم آج اس سے پوچھنے کی غرض سے اس کے کمرے میں چلی گئیں۔وہ کمرے میں داخل ہوئیں تو شہاب وڈیو کال پر کسی سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔

شہاب نیچے آئو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔

صبیحہ بیگم کو دیکھ شہاب نے فوراموبائل چھپادیا تھا جسے دیکھ صبیحہ بیگم نے اسے نیچے آنے کا حکم دیا اور خود نیچے کی طرف لپک گئیں۔چند ثانیوں بعد شہاب نیچے آیا تو صبیحہ بیگم اس کی منتظر تھیں۔وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا جسے سمجھ کر صبیحہ بیگم اس سے مخاطب ہوئیں۔

شہاب آج کل تم بدلے بدلے سے ہو یہ ساراچکر کیا ہے؟ صبیحہ بیگم بھنوئیں اچکا کے استفسار کرنے لگیں جس پر شہاب کا چہرہ بجھ سا گیا۔

کسی لڑکی کا چکر ہے؟ صبیحہ بیگم نے اسے خاموش دیکھا تو خود بول پڑیں۔

جی!! وہ اثبات میں سر ہلا کے رہ گیا۔

کون ہے؟ صبیحہ بیگم کے چہرے پر چمک ابھری تھی۔ان کی دلی مراد آج پوری ہو گئی تھی ان کے بیٹے کے سر سے وفا کا بھوت اتر گیا تھا۔

جس ہوسپٹل میں وفا ایڈمٹ تھی اس ہوسپٹل کی نرس ہے۔شروع میں جب وہ مجھ سے ٹکرائی تو دل کو عجیب سا احساس ہوا اور دوسری بار جب اس نے کسی ضرورت کے تحت بات کی تو مجھے احساس ہوا کہ میرے دل کا دھڑکنا یونہی نہیں تھا بلکہ وہ تھی ہی اتنی پیاری کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب مائل ہو گیا اور اب بس بری طرح سے اس کے عشق میں گرفتار ہوں۔وہ ساری بات بتانے کے بعد خاموش ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے اس لڑکی سے بولو ہم رشتہ لانا چاہتے ہیں سچ کہوں تو میں بھی یہی چاہتی تھی کہ تم دوسری شادی کرلو خیر دیر آیا درست آیا۔صبیحہ بیگم نے ایک سرد آہ بھری تھی۔

لیکن امی وفا کا کیا ہو گا؟آ گر اس نے عیشہ کو قبول نہیں کیا تو؟وہ فکر مند ہوتا پوچھنے لگا۔

ارے تمہیں ابھی بھی اس نصیبوں جلی کی فکر ہے چھوڑو اسے ویسے بھی اس اپاہج میں اب کچھ نہیں رہا۔تم دوسری شادی کی تیاریاں شروع کرو۔صبیحہ بیگم نے اس کے دل سے وفا کے لئے تھوڑی سی بھی وفا ختم کر دی تھی۔

@@@

جب دو محبت کرنے والوں میں سے کسی ایک کا دل منافق ہو جائے تو بچھڑنا مقدر بن جاتا ہے۔مخلص اور منافق کا ساتھ تو قسمت کو بھی منظور نہیں ہوتا۔وفا ہوسپٹل میں بے حال پڑی تھی اور اس کا شوہر اس سے محبت کے دعوے کرنے والا عیشہ نام کی نرس کو نکاح کر کے اپنے گھر لے آیا تھا۔بہروز نے بھی شروعات میں وفا کے پاس ہوسپٹل میں چکر لگایا تھا لیکن اپنی دیوانی کیفیت کی

وجہ سے اس نے یہاں آنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے وفا کی زندگی میں کوئی مسئلہ ہو لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ اس کی وفا تنہائی کے کانٹوں پر لیٹی دن رات سسکتی رہتی تھی۔

@@@@

وہ بیڈ پر اپنی کم عمر دلہن کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ گھونگھٹ میں منہ چھپائے بیٹھی عیشہ کو دیکھ اسے ایکدم ہی وفا کا خیال آیا لیکن وفا نامی انسان کو بھول کر وہ ایک نئی زندگی شروع کرنے والا تھا۔ اس نے گھونگھٹ اٹھانے کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے تو عیشہ کی نرم آواز پر ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گئے۔

ہم اپنی نئی زندگی شروع کرنے والے ہیں لیکن اس سے پہلے میری ایک شرط ہے۔ وہ گھونگھٹ میں منہ چھپائے اس سے مخاطب ہوئی۔ وہ اس کی بات سن چونک گیا۔

کیسی شرط؟ وہ تجسس سے پوچھنے لگا۔

آپ کو وفا کو طلاق دینی پڑے گی ورنہ میں اسی وقت یہاں سے چلی جاؤں گی۔ وہ بھی بڑی تیز تھی اس نے موقع دیکھ کر بات کی تھی جانتی تھی شہاب اسے جانے نہیں دے گا اور اسے مجبوراً وفا کو طلاق دینی پڑے گی۔ ہوسپٹل میں تنہا پڑی وفا سے عیشہ کی کوئی دشمنی تو نہیں تھی لیکن اس نے دیکھا تھا وفا اس سے زیادہ خوبصورت تھی وہ تندرست ہو کے شہاب کو اس سے چھین سکتی تھی۔

ایسا نہیں ہو سکتا میں وفا کو ایسی حالت میں طلاق نہیں دے سکتا۔ اس کی بات سن شہاب بری طرح اچھل پڑا تھا۔

ٹھیک ہے پھر میں جا رہی ہوں۔ وہ اپنا لہنگا سنبھال کر بیڈ پر سے اترنے لگی جب شہاب نے ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

جیسا تم کہو گی ویسی ہو گا۔ شہاب نے اس کے روبرو کھڑے ہوتے کہا تو خوشی سے پھولے نہ سنبھالتے وہ پھر سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

@@@@

وہ اب دھیرے دھیرے ٹھیک ہونے لگی تھی، اسے اب ارد گرد کا ہوش رہتا تھا لیکن اس کے پاس سوائے ڈاکٹرز اور نرس کے کوئی موجود نہ ہوتا۔ وہ روز شہاب کے آنے کا انتظار کرتی تھی مگر شہاب نے پلٹ کر اسے پوچھا تک نہیں تھا۔ آج بھی وہ کافی دیر تک اس کی راہ تکنے کے بعد ڈاکٹرز سے منتیں کرنے لگیں کہ وہ اس کے شوہر کو اس کے پاس بلا لیں۔ ڈاکٹرز کافی رحم دل تھے اور ان کی سماعتوں تک یہ بات بھی پہنچ چکی تھی کہ عیشہ نے جس سے شادی کی ہے وہ اسی پیشنٹ کا ہسبیڈ ہے۔ پہلے تو وہ وفا کو ٹالتے رہے لیکن اس کے بہت ضد کرنے کے بعد انہوں نے اس نمبر پر کال ملادی تھی جو اس کی فائل میں درج تھا چونکہ وفا کو ہوسپٹل بہروز لایا تھا تو اسی وقت بہروز کا نمبر بھی وفا کی میڈیکل رپورٹس کے ساتھ رکھ دیا گیا تھا۔

بہروز کو کال کر کے ڈاکٹر نے اسے ہوسپٹل آنے کا کہا تو بہروز بھی سب کام چھوڑ کر ہوسپٹل چلا آیا۔

چند ثانیوں بعد وہ حیران پریشان سا ڈاکٹر کے سامنے کھڑا تھا۔

مسٹر بہروز، وفااب کافی حد تک ٹھیک ہو گئی ہیں اس لئے ہم ان کو ڈسچارج کر رہے ہیں۔آپ کو یہاں بلانے کا مقصد یہی تھا کہ آپ وفا کو گھر لے جائیے۔ڈاکٹر کی بات سن وہ خوش تو ہوا تھا لیکن حیران بھی۔

یہ تو اچھی بات ہے لیکن وفا کو گھر تو اس کے ہسبینڈ شہاب لے کے جائیں گے آپ نے ان سے رابطہ نہیں کیا؟ وہ تجسس سے پوچھنے لگا جب اس کی بات سن ڈاکٹر کے چہرے پر پریشانی نمودار ہوئی۔

ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نہ؟ وہ ڈوبتے دل سے پوچھنے لگا۔

مسٹر بہروز ہم نے ان کے ہسبینڈ سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ وفا سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور انہوں نے ہمارے ہوسپٹل کی ہی نرس عیشہ سے شادی کر لی ہے۔اس کے علاوہ ہمارے پاس مس وفا کے کسی بھی ریلیٹیو کا نمبر نہیں تھا تو ہم نے آپ سے کانٹیکٹ کیا۔ڈاکٹر اسے ساری تفصیل سے آگاہ کر رہے تھے مگر وہ بت بنا بیٹھا حیرت سے ان کی بات سن رہا تھا۔

ڈاکٹر آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے شہاب ایسا لڑکا نہیں ہے۔وہ اس بات کو ماننے سے تیار ہی نہیں تھا کہ شہاب وفا کے ساتھ اتنا بھی غلط کر سکتا ہے۔

مسٹر بہروز جو انفار میشن ہمیں ملی ہم نے آپ کو بتادی باقی آپ خود تصدیق کر سکتے ہیں۔ڈاکٹر نے اس کی کیفیت سمجھتے کہا تو وہ سرعت سے اٹھا اور باہر کی طرف لپک گیا اگلے پل وہ ہوسپٹل سے باہر نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور شہاب کے گھر کے لئے نکل پڑا۔

ہواؤں سے باتیں کرتی یہ سیاہ لینڈ کروزر جھٹکے سے شہاب کے گھر کے سامنے رکی تھی۔بہروز نے طیش کے عالم میں گاڑی کا دروازہ کھولا اور تیزی سے چلتا ہوا شہاب کے گھر میں گھس گیا۔شہاب کے گھر کا دروازہ حسب معمول کھلا ہوا تھا کیونکہ صبیحہ بیگم اپنی پڑوسن سہیلی کے گھر گئی ہوئی تھیں۔وہ گھر کے اندر آیا تو دیکھا شہاب اور اس کی نئی نویلی دلہن ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔بہروز کو دیکھتے ہی وہ دونوں سٹپٹا کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ کیا تماشہ ہے شہاب!!

وہ اتنی زور سے چلایا تھا کہ عیشہ سہم کر شہاب کے پیچھے چھپ گئی۔

میری زندگی میری مرضی میں کچھ بھی کروں تم کون ہوتے ہو مجھے کچھ کہنے والے اور یوں بنا اجازت میرے گھر میں کیسے آئے۔

شہاب دانت پیستے اس کی طرف دیکھ مخاطب ہوا جس کی آنکھوں میں لہو اترا ہوا تھا۔

مانا کہ تمہاری زندگی تمہاری مرضی مگر اس میں وفا کا کیا قصور وہ تو محبت کرتی تھی تم سے اور تم اس سے بھی کتنی محبت کرتے تھے تو پھر یہ اچانک بے وفائی کیسے۔

وہ اب تھکے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگا تو شہاب کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔

ہاں میں کرتا تھا محبت لیکن تھا کا مطلب تو تم سمجھتے ہو نہ ؟ وہ آٹھ سال میں مجھے اولاد نہیں دے سکی اور اب تو وہ اپاہج ہو گئی تھی میں پوری زندگی اس کے ساتھ کیسے گزارتا۔ اس لئے میں نے دوسری شادی کر لی اور وفا کو طلاق دے چکا ہوں، بس ایک منٹ رکو!

وہ بے حسی کی حدیں پار کرتا بہروز کو رکنے کا بول کے سیڑھیوں سے اوپر کی طرف چلا گیا تھا چند ثانیوں بعد وہ نیچے آیا تو اس کے ہاتھ میں طلاق کے کاغذات تھے جسے اس نے بہروز کی طرف اچھال دیئے تھے۔

جائو یہ وفا کو دے دینا اور کہنا کہ میرے گھر اور میری زندگی میں اس کی جگہ نہیں بچی۔ وہ عیشہ کے برابر میں کھڑا ہو کے ہنس رہا تھا۔ وہ وفا کی معزوری پر نہیں اس کی وفا پر ہنس رہا تھا

شہاب تم نے وفا کے ساتھ بہت غلط کیا اس کا حساب تو میں تم سے لوں گا۔ بہروز خانزادہ نام ہے میرا تمہاری زندگی سے سکون نہ چھین لیا تو کہنا لیکن ایک بات بتائوں میرا بدلہ تو وقتی ہو گا لیکن جب قدرت انصاف لینے پر آئے گی تو تم کہیں کے نہیں رہو گے۔ مکافات عمل کی چکی دھیرے چلتی ہے مگر پیستی بہت باریک ہے۔

وہ شہادت کی انگلی دکھا کے اسے وارننگ دیتا کاغذات اٹھا کے تھکے ہوئے بوجھل وجود کو گھسیٹتا اس کے گھر سے نکل گیا تھا۔

@@@@

وہ ہوسپٹل جا کے وفا کو اپنے ساتھ ہی اپنے گھر لے آیا تھا۔ وفا اس سے شہاب کے بارے میں بار بار پوچھ رہی تھی لیکن بہروز کی خاموشی دیکھ اس کے دل کو خطرے کا اشارہ مل گیا تھا۔ وہ سمجھدار تھی سب سمجھ سکتی تھی کہ شہاب اس کے پاس کیوں نہیں آتا تھا اور ڈاکٹرز کے برتاؤ سے بھی وہ بہت کچھ سمجھ گئی تھی جس کے بعد اسے ایک گہری چپ لگ گئی تھی۔ وہ بالکل پتھر کی ہو گئی تھی پہلے تو اس کی ٹانگیں بے جان ہوئی تھیں لیکن اب اس کا دل بھی مردہ ہو گیا تھا۔ بہروز کی دونوں بہنیں اپنے گھر جا چکی تھیں صرف بانو بیگم ہی گھر میں تنہا رہتی تھیں وفا کے آنے کے بعد ان کی تنہائی ختم ہو گئی تھی چونکہ وفا عدت میں تھی اس لئے بہروز اس سے فاصلہ رکھتا۔ بانو بیگم ہر ممکن کوشش کر رہی تھیں اس پیاری سی لڑکی کو زندگی کی طرف لانے کے لئے جو مسکرانا تک بھول گئی تھی۔ وہ گھنٹوں ایک ہی پوزیشن میں ویل چیئر پر بیٹھی ایک ہی جگہ دیکھتی رہتی تھی، بہروز کی فکر وفا کے لئے دیکھ بانو بیگم کو کہیں نہ کہیں یہ ضرور لگا تھا کہ وفا وہی لڑکی ہے جس سے بہروز کالج کے زمانے میں محبت کرتا تھا لیکن انہوں نے وفا کی عدت ختم ہونے تک اس بات کو دبانا ہی مناسب سمجھا تھا۔ وفا ان کے لئے بالکل بیٹیوں جیسی ہو گئی تھی جس سے وہ دلی انسیت محسوس کرتی تھیں۔ جیسے تیسے کر کے وفا کی عدت کے دن ختم ہوئے تو بانو بیگم اور بہروز اسے باہر گھمانے پھرانے لے جانے لگے۔ روز شام کو بہروز آفس سے جلد آجاتا اور پھر گھر کے پیچھے بنے خوبصورت ہرے بھرے پارک میں اس کی ویل چیئر گھسیٹتا لے جاتا۔ پارک میں جا کے وہ وفا سے ڈھیر ساری باتیں کرنی کی کوشش کرتا رہتا لیکن وفا کی چپ ابھی تک نہیں ٹوٹی تھی، اس کے دل پر جو گہرا صدمہ لگا تھا اس

سے بہروز واقف تھا۔ اپنے طور پر تو وہ شہاب سے سارے بدلے لے چکا تھا، وفا کا حق مہر، وفا کا جہیز اور وفا کی ساری قیمتی چیزیں اس نے شہاب سے بدلہ لینے کے لئے اس سے لے لی تھیں اس کے علاوہ اسے کوٹ کچہریوں کے چکر بھی لگوائے تھے جس کے بعد شہاب پہلے جتنا دولت مند نہیں رہا تھا۔ شہاب جس آفس میں جاب کرتا تھا بہروز کی وہاں پر بھی سلام دعا تھی اس لئے شہاب کو جاب سے بھی فارغ ہونا پڑا تھا، آج کل شہاب ہاتھ پر ہاتھ رکھے گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کی دوسری بیوی نے پھر سے ہوسپٹل جانا شروع کر دیا تھا، نبیشہ کی کمائی سے ہی پورا گھر چل رہا تھا اور پھر صبیحہ بیگم کو بھی ٹی بی ہو گئی تھی جس کے علاج کے لئے ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ وہ اکثر وفا کی خدمتیں یاد کر کے رو پڑتی تھیں کیونکہ نبیشہ ایک زبان دراز پھوہڑ اور بے حس لڑکی تھی وہ صبیحہ بیگم کا خیال رکھنا تو دور ان کے آس پاس بھی نہیں بھٹکتی تھی کہ کہیں اسے بھی یہ خطرناک مرض نہ لگ جائے۔ مکافات عمل کی چکی چلنا شروع ہو گئی تھی اور شہاب کی زندگی زلزلوں کی زد میں آ گئی تھی۔

@@@@

وہ سردیوں کی ایک خوبصورت شام تھی، سورج کی ہلکی سنہری شعاعیں ٹھنڈے موسم میں بہت بھلی محسوس ہوتیں، بہروز آج پھر اس کی ویل چیئر گھسیٹتا پارک میں لے آیا تھا اور ہلکی دھوپ میں اس کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اب پہلے سے کافی سنبھل گئی تھی کوئی بات کرتا تو جواب دے دیتی لیکن آگے سے بڑھ کر بات کرنے والی ملنسار وفا اب وفا نہیں رہی تھی۔ ڈھلتے سورج کی ہلکی

شعائیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں جس کی وجہ سے اس کا چہرہ گلابی ہو گیا تھا۔ اس نے سوئیٹر پہن رکھا تھا اور گلے میں موٹا سا مفلر بھی لپٹا ہوا تھا، بانو بیگم باقاعدگی سے اس کے بالوں کی چوٹی باندھتی تھیں آج بھی اس کے لمبے مگر بیماری کی وجہ سے ہلکے ہوئے بالوں کی چوٹی اس کے کندھے پر پڑی جھول رہی تھی۔ بہروز کافی دیر تک یونہی بیٹھا اس حسن کی مورت دیکھتا رہا اور پھر گلا کھنکھار کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

وفا!! ایک بات پوچھوں۔ اس نے اپنی چمکتی آنکھوں سے وفا کی جانب دیکھا تو وفا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ آج بھی بہت خوبصورت شخصیت کا مالک تھا۔ معمول کے مطابق وہ پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا کیونکہ وہ تھوڑی دیر قبل ہی آفس سے آیا تھا۔

آگر میں تم سے کہوں کہ ماضی کو بھول کر نئی زندگی کی شروعات کرو کسی ایسے شخص کے ساتھ جو تمہارے سارے دکھوں کا ازالہ کر دے تو کیا تم ایسا کرو گی؟ وہ سوال کر کے اس کے چہرے کے تاثرات کھوجنے لگا مگر اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا

تمہارا مطلب ہے دوسری شادی کر کے؟ وہ اس کی جانب دیکھتی گویا ہوئی جس پر بہروز نے سر کو ہلا دیا۔

میں تم پر بوجھ بن گئی ہوں تو یہاں سے چلی جاتی ہوں، ایکدم سے ہی اس کا لہجہ بھیگ گیا تھا وہ ہاتھوں کی مدد سے ویل چیئر چلاتی آگے بڑھنے لگی جب بہروز نے اس کی ویل چیئر کو اپنے مضبوط ہاتھوں سے تھام لیا۔

پاگل لڑکی آگر تم مجھ پر بوجھ بنی ہوتیں یا میں تم سے بیذار ہوا ہوتا تو تمہیں خود سے شادی کی پیشکش تھوڑی کرتا، تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھنے کی خواہش تھوڑی کرتا اور میری محبت پر بالکل شک نہ کرنا وفا آٹھ نو سال ہو گئے لیکن میری زندگی میں کیا میرے دل میں تمہارے علاوہ کوئی لڑکی نہیں آئی۔ وہ اس کے قدموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے نم آنکھوں سے اظہار کرنے لگا۔

نہیں بہروز میں تم سے شادی نہیں کر سکتی، میں تو اب کسی قابل نہیں جب کہ تم تو ایک بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہو۔ اس نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ بہروز کے ہاتھ سے چھڑائے تھے۔

سب سے پہلی بات وفا میڈم تم میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے خوبصورت ہو پڑھی لکھی ہو سمجھدار ہو اور سب سے بڑھ کر خوب سیرت ہو اس کے علاوہ جس بیماری کو تم اپنی زندگی بھر کی کمی سمجھ کر خود کو احساس محرومی کا شکار کر رہی ہو وہ وقتی ہے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ تم توجہ اور علاج کے بعد پھر سے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کے چل سکتی ہو اور میں وعدہ کرتا ہوں وفا تمہیں اپنے برابر میں کھڑا کر کے ہی دم لوں گا۔ اس کے لہجے میں ناجانے کیسا جنون تھا کہ وفا آگے سے کچھ بول نہیں سکی۔

پتا ہے وفا تم جب سے میرے گھر میں آئی ہو نہ میرے گھر کی خاموش دیواریں بھی کھلکھلانے لگیں، تمہاری وجہ سے میری ماں کا چہرہ ہر لمحے کھلکھلاتا رہتا ہے۔ وہ تم کو اپنی بیٹیوں سے بڑھ کر مانتی ہیں۔ جانتی ہو کل جب امی نے مجھ سے پوچھا کہ جس سے میں محبت کرتا تھا وہ لڑکی کون تھی تو میں ان کے سوال کا جواب دینے کے بجائے خاموش ہو گیا تھا اور پھر ان کے اگلے سوال نے مجھے

چونکا دیا جب انہوں نے کہا کہ وفا ہی وہ لڑکی ہے جس سے میں محبت کرتا تھا اور آج بھی کرتا ہوں۔وہ میری ماں ہے نہ اپنے بیٹے کے دل کی بات پہچان سکتی ہے لیکن میں نے ان کو کہا کہ وہ تم سے ہماری شادی کی بات کریں تو انہوں نے صاف منع کر دیا کہ وہ بیٹے کی ماں نہیں بلکہ وفا کی ماں بننا چاہتی ہیں،وہ اس پر اپنی مرضی مسلط نہیں کرنا چاہتی ان کے لئے سب سے بڑھ کر تمہاری خواہش ہے بھلے تم ان کے اس بیٹے کو ریجیکٹ کر دو جو تمہیں دیوانوں کی طرح چاہتا تھا۔بہروز کا لہجہ سنجیدہ تھا جب کہ آنکھیں بھی دل کا حال بیان کر رہی تھیں۔

آگر تم یہ سوچتی ہو کہ شہاب کی بے وفائی کا بدلہ تم خود کو تنہا رکھ کے یا اجاڑ کر لوگی تو تم غلط ہو وفا چھوڑ جانے والوں کے لئے خود کو برباد مت کرو کہ اسے لگے کہ اس نے تمہیں بالکل ٹھیک چھوڑا بلکہ چھوڑ جانے والے کے بعد خود کو اتنا قابل اور کامیاب بناؤ کہ چھوڑ جانے والے تمہیں کھونے پر پچھتائیں۔اس نے کہا تھا تم زندگی بھر چل پھر نہیں سکو گی لیکن میں کہتا ہوں تم بہت جلد اپنے پیروں سے چلو گی اس نے جو کمی تمہاری مجھے گنوائی تھی میں ان تمام کمیوں اور خامیوں کو ختم کر دوں گا وفا بس ایک بار میرا ہاتھ تھام لو میں تمہاری جھولی میں کائنات کی خوشیاں لا کر ڈال دوں گا تم نے جو تکلیفیں دیکھی ہیں وہ تم کبھی نہیں دیکھو گی۔اس نے دیوانوں کی طرح بولتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے آگے پھیلایا تو وفا نے ہچکچاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ بھی اس کے آگے پھیلایا جسے وفا نے دوسرے ہاتھ سے بھی تھام لیا۔اب وہ وفا کے دونوں ہاتھ پکڑے کھڑا تھا اور زرا سی قوت لگا کے وفا کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

بہروز میں نہیں اٹھ پاؤں گی میرے پیروں میں جان نہیں ہے۔پیروں پر وزن پڑنے سے وہ درد کے مارے چلا اٹھی تھی۔

وفا تھوڑی سی کوشش کرو تم کر سکتی ہو۔بہروز نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے پکڑے تو وفا اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس بار بھی وہ ناکام رہی۔کئیں بار اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی۔

کوئی بات نہیں ہم کل پھر کوشش کریں گے!بہروز نے پیار سے اس کے گال کو چھوا اور اس کی ویل چیئر چلاتا گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

@@@@@

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی خود کو ٹکٹکی باندھے آئینے میں دیکھ رہی تھی آج اس پر جو روپ آیا تھا وہ تو شہاب کی دلہن بنتے وقت بھی نہیں آیا تھا۔تھوڑی دیر پہلے ہی بیوٹیشن اس کا میک اپ کر کے گئی تھی اور اب بانوں بیگم نے اس کے سر پر "بہروز کی دلہن" کا سرخ دوپٹہ اڑا دیا تھا۔اس نے نکاح کے لئے سرخ رنگ پہننے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے بانو بیگم اس کے لئے گولڈن کلر کی فراک لائی تھیں جس پر ہلکا ہلکا سرخ نگوں کا کام تھا۔اسے ویل چیئر سے اٹھا کے بیڈ پر بٹھا دیا

گیا تھا جس کے بعد مولوی صاحب نکاح پڑھانے کے لئے اس کے کمرے میں آ گئے تھے، بہروز کی دونوں بہنیں بھی اپنے گھروں سے آ گئی تھیں اور اپنے بھائی کی خوشی میں خوش تھیں۔ سب مہمانوں کی دعائوں کے سائے تلے ان دونوں کا نکاح ہو گیا تھا

@@@@

صبح سویرے اٹھتے ہی وہ فریش ہوا اور پھر کچن میں چلا گیا، کچن میں جانے کے بعد اس نے جلدی جلدی ناشتہ بنا کے ٹرے میں سجایا اور واپس کمرے میں آ گیا۔ وفا دوائیوں کے زیر اثر ابھی تک سو رہی تھی۔ اس نے ناشتے کی ٹرے میز پر رکھی اور وفا کو اٹھانے کے لئے اس کے پاس آ بیٹھا۔ میری کیوٹ بلی بس اٹھ جائو، جلدی سے ناشتہ کرو پھر میڈیسن بھی کھانی ہے۔ وہ اس کے دونوں گال کھینچ کر بولا تو وہ کسمسا کے اٹھ بیٹھی۔ اس کو اٹھتا دیکھ وہ واشروم سے ٹب لایا اور کمرے میں ہی اس کا منہ ہاتھ دھلانے لگا۔ وفا نے ہاتھ منہ دھو لئے تو وہ پانی پھینک کر ٹب واپس واشروم میں رکھ کر باہر آ گیا اور اس کے پاس بیٹھ کر اسے اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرانے لگا۔ دو مہینے ہو گئے تھے ان کی شادی کو اور یہ بہروز کی روٹین تھی وہ ایسے ہی وفا کا خیال رکھتا۔ بہروز کی بہن مہوش کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے بانو بیگم پچھلے ہفتے سے اس کے گھر گئی ہوئی تھیں۔ بانو بیگم بھی گھر پر نہیں تھیں اس لئے گھر کا سارا انظام اس نے سنبھالنا تھا تب ہی وہ آفس بہت کم جاتا۔ ناشتہ کرنے کے بعد اس نے وفا کے بال باندھے اور اسے ویل چیئر پر بٹھاتا اسے کمرے سے باہر لے آیا۔ باہر آنے کے بعد اس نے وفا کو صوفے پر بٹھایا اور اس کے پیروں پر تیل کی مالش کرنے لگا۔ روزانہ کی بنیاد پر

مسلسل مالش کرنے کی وجہ سے وفا کے پیروں میں جان پڑنے لگی تھی۔اس کے پیروں کی مالش کر کے بہروز نے اسے میڈیسن کھلائی اور پھر اسے دھیرے دھیرے وئیل چئیر سے اٹھاتا کندھوں سے تھام کر اسے چلانے کی کوشش کرنے لگا۔اس کا سارا وزن بہروز کے ہاتھوں پر ہوتا تھا مگر پھر بھی وہ چلنے کی کوشش کرتی تھی اور آج وہ خود سے دو قدم چل سکی تھی جسے دیکھ خوشی کے مارے اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں اور اس نے وفا کو گلے سے لگا لیا تھا۔

@@@@

دو سال بعد آج وہ اپنے پیروں سے چل کر بہروز کے ساتھ ہوسپٹل گئی تھی، مسلسل محنت کوشش اور علاج کی وجہ سے اس نے اپنی کمی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا وہ اب معذور نہیں تھی۔اس نے بہروز کا بازو جکڑا ہوا تھا اور دونوں اعتماد سے چلتے ہوسپٹل میں داخل ہی ہونے لگے تھے جب رکشے میں سے شہاب اور صبیحہ بیگم اترتے دکھائی دیئے۔شہاب کی حالت بالکل غیر تھی بڑھی ہوئی شیو اور ویران آنکھیں جب کہ صبیحہ بیگم تو اتنی سوکھ گئی تھیں کہ ان کو پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔یہ منظر دیکھ وفا کا دل بری طرح سے دہل گیا تھا۔بہروز اور وفا افسوس سے آنکھیں پھیلائے کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جب شہاب کی نظر وفا پر پڑی۔وفا نے بہروز کا ہاتھ پکڑ کر نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا جسے دیکھ شہاب کے دل میں ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

وفا تم بیٹا کیسی ہو؟ صبیحہ بیگم کی نظر وفا پر پڑی تو فوراً اس کی طرف آئیں اور محبت سے حال پوچھنے لگیں۔

میں بالکل ٹھیک لیکن آپ کو کیا ہوا؟ وہ اب دکھ سے ان کی طرف دیکھنے لگی

تمہاری ہائے لگ گئی ہے بیٹا ہمیں معاف کر دو ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ میں تمہیں بے اولادی کے طعنے دیتی تھی جب ہی خدا نے میرے بیٹے کو دوسری بیوی سے بھی اولاد نہیں دی۔ اس کی دوسری بیوی بھی اسے چھوڑ گئی اور شہاب کی جمع پونجی بھی لے گئی۔ ہم کسی قابل نہیں رہے بالکل برباد ہو کے رہ گئے۔ صبیحہ بیگم روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہی تھیں جب کہ اس کے لبوں پر ایک ہلکی مسکان تھی۔ قدرت کا انصاف دیکھ ایک پر سکون مسکراہٹ۔

اس نے تاسف سے ایک نظر شہاب کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑا تھا اگلے پل اس نے نظریں پھیر لی تھیں۔

میں نے آپ کو معاف کیا لیکن میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں جس نے بے قدرے لوگوں سے نکال کر مجھے قدرداں سے ملایا۔ اس کی بات سن صبیحہ بیگم کا سر جھک گیا تھا۔

صاحب " بالاج بابا" کو ہم نے ان کی پسند کے سارے کھلونے دلا دیئے۔

تھوڑے فاصلے سے آتی آواز سن کر شہاب اور صبیحہ بیگم نے سر اٹھا کے دیکھا تو ایک درمیانہ عمر آدمی گود میں ایک سالہ گول مٹول بچے کو اٹھائے لا رہا تھا بچے کی ہاتھ میں کھلونے تھے جسے دیکھ وہ خوش ہو رہا تھا۔

میرا شہزادہ، وفا نے ڈرائیور کی گود سے بالاج کو لیا اور اسے سینے سے لگائے اپنے دل کو سکون دینے لگی جب کہ صبیحہ بیگم اور شہاب کو حیرت کا زبردست جھٹکا لگا تھا۔

یہ میرا اور وفا کا بیٹا ہے بالاج اور یہ ہماری سگی اولاد ہے یہ مت سمجھئے گا کہ ہم نے اڈوپٹ کیا ہے۔وہ دو جملوں میں شہاب کو بہت کچھ باور کرا گیا تھا جسے سن کر شہاب کی گردن شرمندگی سے جھک گئی تھی

چلو وفا!! بہروز نے وفا کی گود سے بالاج کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ہوسپٹل کے اندر چلا گیا جب کہ شہاب اور صبیحہ بیگم ایک دوسرے کو دیکھ کر خون کے آنسو روتے رہے۔وفا نے جتنی تکلیفیں اٹھائی تھیں اسے اس بھی کئی گناہ زیادہ خوشیاں مل گئی تھی۔بہروز نے اپنا کیا وعدہ پورا کیا تھا اس نے وفا کی ساری خامیوں کو مٹا دیا تھا۔وفا صحت مند ہو گئی تھی اور ایک سال بعد ہی اللہ تعالی نے ان دونوں کو چاند سا بیٹا بھی عطا کر دیا تھا۔صبر کرنے والوں کا صبر کبھی خالی نہیں جاتا انہیں صبر کا پھل لازمی ملتا ہے۔بہروز اور بالاج کی صورت میں وفا کو بھی صبر کا پھل مل گیا تھا جب کہ صبیحہ بیگم اور شہاب کو ان کے کئے کی سزا۔یہ معاشرہ آگر سمجھ جائے کہ اولاد نہ ہونے میں عورت کا کوئی قصور نہیں ہوتا تو کتنی ہی زندگیاں برباد ہونے سے اور کتنے ہی دل مایوس ہونے سے بچ جائیں۔بیٹی جب پیدا ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے اس کا نصیب اچھا ہو لیکن آپ نے کبھی سوچا ہے کہ اس کا نصیب خراب کرنے والا کون ہوتا ہے؟ کیا اللہ تعالی آسمان سے ایسی مخلوق بھجتا ہے جو اس کا نصیب خراب کرتی ہے اس کا جینا دشوار کرتی ہے؟ نہیں نا!! لڑکی کی زندگی دشوار کرنے میں ایک مرد کا ہاتھ ہوتا ہے اور ماں باپ بیٹی کے نصیب کی دعا کرنے کے بجائے آگر بیٹے کی تربیت پر توجہ دیں تو کسی بھی لڑکی کا نصیب خراب نہ ہو۔خدارا اپنی بیٹیوں کو اتنی سپورٹ ضرور دیں کہ وہ دو وقت کی روٹی کے لئے

کسی حیوان کی حیوانیت کا شکار نہ ہو۔ وفا شہاب کے ساتھ رہ کر اس کی ماں کا برا سلوک برداشت کر رہی تھی لیکن جب اسے بہروز جیسا ہمسفر ملا تو اس کی زندگی میں بہار آگئی۔ نقص تقدیر میں نہیں ہوتا بلکہ خود ہم انسانوں میں ہوتا ہے جو کبھی ساس تو کبھی بہو بن کر، کبھی نند تو کبھی بھابھی بن کر، کبھی سسر یا دیور بن کے، کبھی شوہر یا بیوی بن کر سامنے والے کی زندگی کو اجیرن کر دیتے ہیں۔ خود کو وقت سے پہلے سنبھال لیں ورنہ جب قدرت کی پکڑ سخت ہوتی ہے تو انسان کہیں کا نہیں رہتا۔

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچاناچاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959